

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ .

افضلیت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

حق کی آواز

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَالسَّلَامُ
عَلَيْهِمَا
وَصَلَّى
اللَّهُ

بِزَمِ عَاشِقَانِ مُصْطَفَى

فہرست

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳	پیش لفظ	۱
۷	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی پہلی دلیل	۲
۹	محبت کی کہانی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی۔	۳
۱۰	حضرت ابوبکر کی افضلیت پر اہل سنت کی دوسری دلیل۔	۴
۱۱	حضرت جناب محمد د پاک کا فرمان۔	۵
۱۲	حضرت ابوبکر کی افضلیت پر اہل سنت کی تیسری دلیل۔	۶
۱۳	حضرت علی کی کلی فضیلت پر شیعوں کے دلائل اور ان کا جواب	۷
۱۷	حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت پر اہل سنت کی چوتھی دلیل۔	۸
۱۸	شیعوں کو اپنے مدعا پر تیسری دلیل اور اس کا حشر۔	۹
۲۱	حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت پر اہل سنت کی پانچویں دلیل	۱۰
۲۱	شیعوں کے افضلیت حضرت علی کے بارے میں مزید دلائل۔	۱۱
۲۲	فرمان حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔	۱۲
۲۶	فرمان حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی	۱۳
۲۳	امام اہلسنت اعظم حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان	۱۴
۲۳	حق چار یار کی حقیقت۔	۱۵
۲۶	کلام حضرت میاں محمد صاحب	۱۶
۲۶	شاہی سکوں پر چار یار	۱۷
۲۷	حدیث پاک کا مضمون	۱۸
۲۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔	۱۹
۲۹	شیعوں سے اہلسنت کے کچھ سوالات۔	۲۰

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا تمہاری مثال حضرت علیؑ علیہ السلام کی سی ہے کہ
یہودیوں نے ان سے اس قدر اظہار بغض کیا کہ آپ کی والدہ پر بہتان لگا دیا۔ اور
نصاری نے اس حد تک محبت میں غلو کیا کہ آپ کے متعلق ایسی باتیں کہہ دیں جو آپ
کے لائق نہ تھیں۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے متعلق دو
قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے۔

اول: میری محبت میں غلو کرتے ہوئے ایسی باتوں سے میری تعریف کرنے والے جو
فی الواقع مجھ میں موجود نہیں۔

دوم: میرے ساتھ بغض و عناد میں اس حد تک پہنچنے والے کہ میری عداوت انہیں
مجھ پر افسرانہ شے پر ابھارے گی بلکہ

مدینۃ العلم سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باب مدینۃ العلم سید العرب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کو بغور پڑھو اور تاریخ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو
کہ رافضیوں نے جناب امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق
کس قدر غلو سے کام لیا کہ آپ کو خدا تک کہنے سے گریز نہ کیا اور عبد اللہ بن سبا یہودی
منافق کی سازشوں کا شکار ہو گئے اور ائمہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کی طرف وہ کچھ منسوب کیا جسے وہ اپنوں کے سامنے بھی بیان کرنے سے ندامت

محسوس کرتے ہیں اور ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے اور اگر کوئی ان کی ایسی باتوں کی طرف ان کی توجہ کرائے تو شرمندگی سے سر جھکا لیتے ہیں۔

اسی طرح آپ سے عناد رکھنے والے خارجیوں نے (جو کہ آج کل دیوبندیوں
مخبروں و مابینوں اور مودودیوں کے روپ میں عوام کو گمراہ کر رہے ہیں) آپ کو
گمراہ کہنے بلکہ کفر و شرک کا فتویٰ لگانے میں بھی کوئی باک محسوس نہ کی۔

آپ کو اور آپ کے صحیح پیروکار سوا د اعظم اہلسنت کو شرک کی زد میں لاتے ہوئے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے متعلق واضح نشانہ ہی فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ جب یہ تمہارے دور میں ظاہر ہوں گے تو ان کا اچھی طرح استحصال کرنا مزید فرمایا۔

لَا تَدْعُهُمْ إِلَى الْكُفْرِ وَتَكْفُرَ بِهِمْ لَبِئْسَ مَا يَفْعَلُونَ
اور امت مرحومہ کو درپیش خطرات سے آگاہ فرماتے ہوئے ان مشرک ساز بزم
خویش تو حید پرستوں سے یوں خبردار فرمایا۔

عَنْ حَذِيفَةَ ابْنِ الِیَمَامِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ :
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَتَخَوْتُ عَلَيْكُمْ
رَجُلًا قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتّٰی دُوِيَتْ
بِجَنْدِ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدَاءَهُ الْاِسْتِم
اعْتَرَاهُ اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ السَّبِيحُ

لے، گہرے دن نیا انداز اپنا کر، جن القاب والفاظ کو پہلے توہین تصور کرتے تھے آج انہیں الفاظ کاہیل لگا کر اپنے اجتماع کی رونق برسانے کی خوش فہمی میں مبتلا ہیں یہ لوگوں کے روپ میں نیرالی ایک بڑی آفت ہے۔

منہ ونبذہ وراۃ ظہرہ و سعی
 علمی جاردہ بالسیف ورماء
 بالشوک قال قلت یا نبی
 اللہ ایہما اولی بالشوک لمری
 اولہامی قال بل الدامی۔ لہ
 چہرے پر عیاں ہونا شروع ہو جائے
 گی اور اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام ہو
 گا تو اللہ تعالیٰ اُسے کسی گھنڈ میں
 بٹکا کر دے گا تو وہ اسلام کی چادر
 سے نکل جائے گا (جیسے سانپ اپنی
 کینچلی سے نکلتا ہے) اور وہ اسے پس پشت ڈال دے گا۔ اور اپنے پڑوسی پر
 تلوار لے کر حملہ کرے گا۔ اور شرک کا فتویٰ دہمت لگائے گا۔

حضرت حذیفہ نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان دونوں میں سے کون
 شرک کا حق دار ہوگا جس پر فتویٰ لگا ہے یا فتویٰ لگانے والا تو سید کائنات صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا خود شرک کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (کیونکہ
 وہ بے گناہ مسلمان کو مشرک کہہ رہا ہے)۔

اس حدیث شریف کو پڑھو اور توحید کے نام پر اکٹھنے والی تحریکوں کا جائزہ لو کیا یہ
 لوگ وہی تو نہیں جن کی اس حدیث میں نشاندہی کی گئی ہے؟ اور ان سے خبردار کیا گیا
 ہے حضرت علی الرضی عنہ اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف صف آراء ہونے والے خارجی اس
 حدیث کا مصداق ہیں یا نہیں؟

کیا وہ ابن عبد الوہاب مجذبی قرن الشیطان (جسے دہائی نجدی کشافاً للشکلات
 عللاً للمعضلات کہتے ہیں) جس نے سرزمین عرب پر بسنے والے عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم پر شرک کا فتویٰ لگا کر انہیں تہ تیغ کیا ان کے اموال اموالِ غنیمت
 سمجھ کر لوٹ لیے اس حدیثِ جید کی زد میں آتا ہے یا نہیں؟

ہندوستان میں نجدی دہائی تحریک کا بانی مولوی اسماعیل دہلوی اور اسکا پیر و مرشد
 سید احمد بریلوی ہزارہ سرحد کے سنی حنفی غیر مسلمانوں کو شرک کی آڑ میں شہید کرنے، انکی

جاں دایں قبضہ میں لینے اور پھر انہیں کے پاکیزہ ہاتھوں انجام کو پہنچنے والے اس حدیث مبارکہ کی رو سے مُشرک قرار پاتے ہیں یا نہیں؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ان دونوں دشمنوں کے متعلق دعا کی۔

اللّٰهُمَّ اَعِنِّ كُلَّ مُبْغِضٍ اِلَيْهِ اللّٰهُمَّ اَعِنِّ اَعْلَاءَ رُءُوسِهِمْ

لَنَا وَكُلِّ مُحِبٍّ عَلَيْنَا

لَعْنَتُكَ فَرَمَا۔

لَعْنَتُكَ فَرَمَا۔

ان شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ رافضی اور خارجی افراط و تفریط کا شکار ہیں اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب علی المرتضیٰ کا پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اہلسنت و جماعت گامزن ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک پیش نظر رسالہ افضلیتِ خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراصل چند سوالات کے جوابات ہیں جو ادارہ غوثیہ رضویہ اور بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ والوں نے حضرت محقق العصر رئیسِ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر اساذی المکرم قاضی غلام محمود ہزاروی دامت برکاتہ کی خدمت میں ارسال کیے تو آپ نے ان کے کافی و شافی جواب عنایت فرمائے جو کہ مدلل حوالہ جات سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہیں اور کچھ سوالات بھی کیے گئے ہیں تاکہ قارئین بھی اعتراض کرنیوالوں سے کچھ دریافت کر سکیں اور یہ حضرت مدوح کی کمال کرم نوازی ہے کہ ادارہ غوثیہ رضویہ مصری شاہ اور اسکے معاونین نے جب بھی کوئی مسئلہ ارسال کیا تو آپ نے دیگر مصروفیات کو موقوف فرماتے ہوئے اولین فرصت میں اس کا جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو مزید عام تر فرمائے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام کرنیوالے اراکینِ بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ فیلنگ روڈ کی اس سچی بلیغ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اسے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ طہ و تسنیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ظہیر احمد جلالی

جامع مسجد مدینہ مصری شاہ لاہور۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - حامداً ومصليناً دُستِماً

سوال نمبر ۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جواب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی بہت سے فضائل ہیں اور اہل سنت ان کے دل سے قائل ہیں لیکن اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ فضیلت کلیہ، مطلقہ کاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اہل سنت کی پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ثَمَنِي اثْنَيْنِ إِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
ترجمہ :- دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ (ابوبکر) غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
طرز استدلال ہجرت کا واقعہ اہلسنت کی تفسیروں وغیرہ کے علاوہ اہل تشیع کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ ان کی تفسیروں میں سے۔

(۱) تفسیر منہاج الصادقین۔

(۲) تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۸۹۔

اور ان کی دوسری کتابوں میں سے۔

(۱) حیات القلوب ص ۳ ج ۳۔

(۲) حملہ حیدری۔

(۳) غزواتِ حیدری ص ۶۵۔

(۴) ناسخ التواریخ وغیرہا میں بھی یہ زریں واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ چنانچہ فتح اللہ کاشانی شیعی اپنی تفسیر ”منہج الصادقین“ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

پس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ پنجشنبہ اور شہر مکہ المنہ۔

ترجمہ :- رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ میں میراثیوں کو اپنی جگہ پر سونے کا حکم دیا اور خود ابو بکر کے گھر شریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر آئے اور اس غار کا قصد فرمایا۔

مذہب شیعہ کی کتاب ”تفسیر حسن عسکری“ میں مروی ہے کہ۔

جب کفار نے حضور کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبریل حاضر خدمت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی اور یہ پیغام الہی بھی گوش گزار کیا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پر خطر سفر میں ابو بکر کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔“ اب ہم اہل تشیع سے پوچھتے ہیں کہ کیا اب بھی وہ نور اللہ شوستری کی بات مانیں گے یا کہ اپنے گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری کے ارشاد کو تسلیم کریں گے۔

اہل تشیع کے ایک فاضل فتح اللہ کاشانی تفسیر ”منہج الصادقین“ میں اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں سے کفار کو دیکھا تو انہیں بڑا اضطراب لاحق ہوا عرض کی یا رسول اللہ اگر کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابو بکر! ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہو؟

سہ :- یہ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

ترسے شیعوں کی اپنے گھر کی تفسیر کی گواہی۔ اور اس سے بڑی عزت افزائی کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

اب قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے ساتھ اللہ ہے تو یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو ہی غار میں اپنے ساتھ رکھا اور پھر قبر میں بھی اپنے ساتھ اور قریب رکھا ہے۔

یاد رکھیے کہ معیت الہی کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان تمام میں اعلیٰ دارِ رفع معیت الہی کی وہ قسم ہے جو سید الانبیاء والارسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اور حضور علیہ السلام والسلام نے اپنے یارِ وفادار تو ان اللہ معًا فرما کر اس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

مُجْت کی کہانی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاعر دربارِ نبوت حضرت حسان سے پوچھا کہ کیا تم نے شانِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں، انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ، میں نے آپ کے یارِ غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے فرمایا سناؤ، میں سُننا چاہتا ہوں۔ حسان نے عرض کیا کہ

وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا ، مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ التَّحِلَا .

ترجمہ :- ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ (ابوبکر صدیق) کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ شعر سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے، فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر ایسے ہی ہیں۔

شیعوں سے سوال

تم لوگ تو اماموں کو معصوم مانتے ہو یعنی نبیوں اور فرشتوں کا ہم پلہ مانتے ہو تو پھر گیارہویں امام حسن عسکری بقول تمہارے معصوم ہوتے ہوئے کیسے غلط بات لکھ سکتے ہیں تو پھر یا تو ان کی بات تسلیم کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے قائل ہو جاؤ یا پھر بصورت دیگر اپنے اماموں کو معصوم ماننے کا عقیدہ چھوڑ دو کیوں کیا خیال ہے تمہیں ان دو میں سے کونسی بات پسند ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی دوسری دلیل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ و دست حق پرست پر بیعت کی تھی اور ان کے پیچھے (ان کی اقتدا میں) نمازیں پڑھی ہیں تاریخ کو جھٹلا کر اس بات سے انکار تو کوئی کر سکتا نہیں۔ اور جس کی بیعت کی جائے وہ تو پیر ہوتا ہے۔ لہذا حضرت ابوبکر تو پیر ہوئے اور حضرت علی مرید اب کیسے پیر افضل ہوتا ہے یا کہ مرید۔ شائد شیعوں کے ہاں مرید افضل شمار ہوتا ہو لیکن پوری دنیا کے ہاں تو پیر ہی افضل قرار پایا ہے۔ اور ہاں واضح رہے کہ وہ بیعت ظاہری طور پر تو خلافت کی بیعت تھی لیکن باطنی طور پر معرفت اور پیری و مریدی کی بیعت بھی تھی۔ جیسا کہ ہمارے فاضل حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نے مرآت شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے نمازیں ان ہی کی اقتدا میں ادا کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: **اجعلوا ائمتکم خیارکم** یعنی اپنے امام انکو بنایا کرو جو تم سب میں بہترین ہوں۔ اسی لیے دنیا جانتی ہے کہ امام مقتدی سے افضل ہوتا ہے۔ اب اس میں کیا شک رہا کہ ابوبکر صدیق حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں۔

اب رہا شیعوں کا یہ خیال کہ حضرت علی خوف کی وجہ سے ان کے پیچھے نمازیں تو پڑھا کرتے تھے لیکن دل سے ان کو مسلمان و صاحب ایمان نہیں سمجھتے تھے۔

(معاذ اللہ)۔

جواب یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہے اور اسکے شواہد یہ ہیں۔

اولاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ ذوالفقار تھے، اور بہادرروں کے بہادر تھے پھر ان کے خوفزدہ ہونے کے کیا معنی، اور خصوصاً دین کے معاملے میں ڈر کر ایک ایسے

شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور پھر ایک دو وقت نہیں سالوں تک پڑھتے چلے جانا جو کہ بقول اہل تشیع (معاذ اللہ) مسلمان تک نہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

ثانیاً جہاں پر مسلمان کا دین سلامت نہ رہ سکتا ہو وہاں سے اس کو ہجرت کر جانے کا حکم اسلام نے دیا ہے تو اگر بالفرض حضرت علی کو جان کے خوف کی وجہ سے ان

کے پیچھے نماز پڑھنا ہی پڑتی ہو تو سوال یہ ہے کہ انہوں نے وہاں سے ہجرت کیوں نہیں کی تھی۔ اگر دن کو نہیں کر سکتے تھے تو رات کو ہجرت کر جاتے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تھی، تو جیسا کہ حضرت علی نے اپنی خلافت کے عہد میں مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا تھا بامر مجبوری پہلے ہی مدینہ کو خیر باد کہہ دیتے۔

معاذ اللہ بقول شیعہ حضرات غیر مسلموں کے پیچھے اپنی نمازیں کیوں ضائع کرتے رہے اور پھر ایک دو نہیں ۲۵ سال تک خلفاء ثلاثہ کے پیچھے برابر نمازیں پڑھتے رہے، اب کیا کوئی عقل رکھنے

والا آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اسقدر اپنی نماز جیسی محبوب عبادت معاذ اللہ ضائع کرتے رہے ہیں، اور اہل تشیع کا یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل سے خلفاء

ثلاثہ کو مسلمان نہیں بلکہ معاذ اللہ منافق سمجھتے تھے اور اوپر اوپر سے ان کی بیعت کرتے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے، معاذ اللہ حضرت علی کو منافق قرار دینا ہے کیونکہ منافق

وہی تو ہوتا ہے جو دل میں اور بات رکھے اور زبان سے اور کہے اور پھر خصوصاً دین کے معاملے میں ایسا کرے۔

حضرت جناب مجدد و پاک کا فرمان چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) اور تعجب ہے کہ اہل بیت کو (شیعہ) منافق کی صفت

سے متصف کرتے ہیں کہ تیس سال تک صحابہ سے تقیہ کا منافقانہ برتاؤ کرتے رہے۔

اور ان کی تعظیم و محرم کرتے رہے۔ یہ صفت جو منافقت کی بدترین صفت ہے۔ اہل بیت جیسے پاک نفوس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

تو اب امام ربانی کے اس ارشاد کی روشنی میں شیعہ اہل بیت کے محب کہاں ہوئے بلکہ وہ تو ان کو معاذ اللہ منافق مان کر اور نقیۃ کی ان کی طرف نسبت کر کے ان کے بدترین دشمن اور انتہائی گستاخ اور بے ادب ٹھہرے ہیں۔ خدا ہدایت کرے اور امانوں کی طرف نقیۃ اور منافقانہ برتاؤ کی نسبت کرنے سے بچائے آمین۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی تیسری دلیل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔
میرے مہر اور میرے حجرے کے درمیان کا حصہ زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے؟

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد یہ ہے کہ۔
آدمی کا خمیرہ جہاں کا ہوتا ہے وہیں پر وہ دفن ہوا کرتا ہے۔
اور ان دونوں ارشادوں کو سبھی تسلیم کرتے ہیں۔

طرز استدلال | اب حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت پر طریق استدلال اس سے اس طور پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق آپ کے اسی حجرے میں دفن ہیں جو کہ ریاض الجنۃ ہے۔ تو پھر یہ تو کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں بلکہ ایک چشم دید حقیقت ٹھہری کہ حضرت ابوبکر یقیناً جنتی اور جنت کے باغ میں مدفون ہیں۔

اور پھر اس سے یہ بھی واضح ٹھہرا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خمیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کا ہے۔ چھپی تو حضور کے بالکل ساتھ مدفون ہوئے ہیں۔ اور

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بلاشبہ افضل عالم ہیں تو حضرت ابوبکر رسول اللہ کے متصل بعد افضل عالم اور پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق سب سے افضل محض ہیں۔ اور ان کے علاوہ تیسرا کوئی بھی چاہے وہ کتنا بھی بڑا اور صاحبِ فضیلت کیوں نہ ہو ان دو ہستیوں جیسا نہیں ہے۔

یہ تو کچھ دلائل تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متصل بعد حضرت ابوبکر صدیق اور پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسرے سب حضرات پر فوقیت اور برتری ثابت ہوتی ہے۔ اور ابھی اس مسئلہ پر بہت سے دلائل باقی ہیں۔ لیکن اب ہم شیعوں کے حضرت علی کی کئی فضیلت ثابت کرنے کے لیے کچھ دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت علی کی کئی فضیلت پر شیعوں کے دلائل اور ان کا جواب

دلیل ۱۔ حضرت علی نے نبی کریم کی امداد کی ہے۔ لہذا وہ سب سے افضل ہیں۔

جواب

لَا يَسْتَوْحِ مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا كَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ

آلایہ

ترجمہ :- تم میں سے کوئی برابر ہی نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی، ان کا درجہ بہت بڑا ہے، ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا (دیئے تو) سب (صحابہ کرام) کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی (جنت دینے) کا۔

۱۔ پارہ ۲ سورہ الحدید آیت ۴۱۔

تفسیر اس آیت میں ان مہاجرین و انصار صحابہ کے متعلق زبان قدرت یہ اعلان فرما رہی ہے۔ اُولَئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً، ان کا درجہ بڑا اُونچا ہے، ان کا مقام بڑا بلند ہے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قربانیاں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کی توصیف فرما رہا ہے۔ قرآن پاک ان کی عظمت کی گواہی دے رہا ہے۔ یہاں پر علمائے تفسیر نے ایک بڑا ایمان افروز واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ

میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں بیٹھے تھے آپ نے عبا پہنی ہوئی تھی اور اس کو آگے سے باندھا ہوا تھا۔ جبریل امین آئے اور عرض کیا۔

ترجمہ :- اے اللہ کے نبی یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں ابوبکر نے ایسی عبا پہنی ہوئی ہے جسے سامنے سے کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا ہے دکانٹوں کے ٹن لگا رکھے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے جبریل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کا سلام ابوبکر کو پہنچائیں اور ان سے پوچھیں کیا یہ اس فقر و تنگدستی پر خوش ہیں یا ناراض، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا، اس پیکر تسلیم و رضائے کتنا پیارا جواب دیا عرض کیا، میں اپنے رب پر کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

میں تجھ پر راضی ہوں جس طرح تُو مجھ پر راضی ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ حضرت جبریل نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ، اُس خدا کی قسم، جس خدا نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ تمام حاملین عرش اس قسم کی عبا میں پہنے ہوئے ہیں یعنی ان فرشتوں کا لباس بھی ایسا ہی ہے جیسے حضرت ابوبکر کا اور سب نے حضرت ابوبکر

کی طرح کانٹوں کے بیٹن لگا رکھے ہیں جس طرح کہ آپ کے اس بار نے کیا ہے۔
 دیکھا آپ نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس حد تک حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی کہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا
 اعتراف اس طرح فرمایا کہ

سب کے احسان کا بدلہ دنیا ہی میں چکا دیا ہے مگر ابو بکر کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکا
 اس کے احسان کا بدلہ قیامت میں دو گنا رہے گا۔

دلیل نمبر ۲ شیعوں کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نور ہیں۔

وہیے تو نور و معرفت جملہ صحابہ و ائمہ اہل بیت کو کما حقہ حاصل ہے لیکن
جواب خصوصیت کے ساتھ حضرت علیؓ کے نور ہونے کی کیا دلیل ہے، تو اگر اپنے

اس دعوے پر کوئی دلیل تمہارے پاس ہے تو ذرا پیش کرو اور جہاں تک حضرت ابو بکر
 کا تعلق ہے۔ ان کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ صاحبہ کو غیب سے یہ آواز آئی تھی۔
ترجمہ :- اے اللہ کی سچی بندی تجھے مژدہ ہو جس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام
 صدیق ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود یہ روایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس اقدس
 میں بیان کی، اور جب بیان کر چکے تو جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی ”ابو بکر نے سچ
 کہا اور وہ صدیق ہیں۔“

امام عبد الوہاب شمرانی ”الواقیت و الجواہر“ میں فرماتے ہیں۔
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا۔

۱۔ :۔ تفسیر قرطبی مطبوعہ بیروت لبنان - جلد ۱، ص ۲۴۰۔ و دیگر کتب تفسیر و تاریخ
 وغیرہ۔

۲۔ :۔ حدیث و ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۳۔ :۔ یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے اور اس سے امام احمد طحطاوی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

کیا تمہیں دُورِ یاد ہے۔

عرض کی ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اُس دن یعنی روز الست میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی بلای (یعنی ہاں) فرمایا تھا۔

ان تمام باتوں کو ذکر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ۔ بالجلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت یعنی خود اپنے روز ولادت سے روز وفات تک اور روز وفات سے ابد الابد تک سردارِ مسلمین ہیں غرضیکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نورانیت میں کسی سے کم نہیں ہیں بلکہ فائق ہیں۔ یہ نہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم علیہ السلام

اعلیٰ حضرت مزید فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دست اقدس میں صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دست مبارک میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ لیا اور فرمایا ہذا انبعث یوم القیامت یعنی ہم قیامت کے روز یہ نہی اٹھائے جائیں گے۔

امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رضا سے منظور رہے ہیں، اور محدث ابن عساکر امام زہری تلمیذ (شاگرد) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک نہ ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیق اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی مؤحد ہی تھے علیہ السلام اور امام سیوطی جبکہ ۲۲ مرتبہ بقول فیض الباری شرح بخاری اور ۵ دفعہ بقول دیگر حضرات بیداری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے، اپنی کتاب ”خصائص لکبریٰ“ میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

۱۰۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۱۔

۱۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۱۔

چار یاروں کے نام عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی چوتھی دلیل

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے مجھے حضرت ابوبکر پر فضیلت دی تو میں اسکو ۸۰ کوڑے افترا پر دازی کی حد لگاؤں گا۔

آپ کے اس ارشاد کو بہت سے حضرات نے نقل کیا ہے اور اس وقت میرے سامنے تفسیر قرطبی مطبوعہ بیروت کی جلد ۱ اٹھلی پڑی ہے اس کے صفحہ ۲۴ پر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

یونہی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف "غایۃ التحقیق" میں امام ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۴ھ کی کتاب الصواعق المحرقة سے نقل کیا ہے۔ امام ابن حجر اور دیگر محدثین بریلوی لکھتے ہیں کہ

اس مذکورہ ارشاد حیدری کو آپ سے انتہی سے زیادہ حضرات نے نقل کیا ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ

بعض منصف مزاج شیعوں جیسا کہ محدث عبد الرزاق نے کہا ہے کہ میں تو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فوقیت و فضیلت اس لیے دیتا ہوں کہ میرے آقا حیدر کرار نے یوں ارشاد فرمایا ہے اب میں ان سے محبت و عقیدت کا دعویٰ بھی کروں لیکن اعتقاد ان کے اس ارشاد مذکور کے خلاف رکھوں تو میرے لیے یہ بہت بڑا گناہ ہو گا۔

۱۔ ترجمہ "خصائص" ص ۲۵ ج ۱۔

۲۔ غایۃ التحقیق تصنیف اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۵۔

شیعوں کی اپنے مدعا پر تفسیری دلیل اور اس کا حشر

دلیل نمبر ۳

حضرت علیؓ شہر خدا ہیں۔ لہذا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے افضل ہیں۔

جواب

امام بزاز نے اپنی سند میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے بڑا بہادر کون ہے کسی نے کہا کہ آپؓ، آپؓ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑوں سے لڑا ہوں لیکن مجھے بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ آپؓ نے فرمایا بکر صدیقؓ پھر آپؓ نے فرمایا کہ جنگ بدر کے روز ایک پھپر کے نیچے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے اور کفار کا زیادہ زور اسی طرف تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کون ٹھہرے تاکہ کفار کو آپؓ کی طرف بڑھتے نہ دے تو ہم میں سے ابو بکر صدیقؓ کے سوا کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔

جب کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لپکتے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان پر ٹوٹ پڑتے اور مار مار کر ان کو بھگا دیتے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابتداء اسلام میں بھی جب قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تھا تو ہم سب دیکھ رہے تھے مگر ہم میں سے کسی کو قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ وہاں اڑ کر پہنچ گئے اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر قریش پر ٹوٹ پڑے اور مار مار کر انہیں بھگاتے جاتے تھے۔

دلیل نمبر ۴ شیعوں کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ بھائی ہیں، لہذا افضل ہیں۔

جواب تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ دیکھئے حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ابوبکر و عمر میرے کان اور آنکھیں ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں تو آسمان میں میرے
وزیر جبریل و میکائیل اور زمین میں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

دلیل نمبر ۷ شیعوں کی پانچویں دلیل کہ حضرت علی نے حضور پاک کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔ لہذا وہ افضل ہیں۔

جواب یہ غلط ہے کہ حضرت علی نے حضور پاک کو کندھوں پر اٹھایا تھا بلکہ صحیح
یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف کے اندر جو بیت ادا پئے رہ

گئے تھے حضور پاک نے حضرت علی سے فرمایا کہ علی، تم میرے کندھوں پر چڑھ کر ان نبیوں
کو اتار دو۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا علی تم میرا بوجھ
سہار نہ سکو گے لہذا تم میرے کندھوں پر چڑھ کر یہ کام انجام دو۔ اب اس سے تو
الٹی حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ کے ارشاد کے
مطابق حضرت علی حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اٹھا نہیں سکتے تھے لیکن ہجرت
کی رات حضرت ابوبکر نے حضور پاک کو اٹھا لیا تھا تو اس سے حضرت ابوبکر کی حضرت علی کے مقابلے
میں افضلیت ثابت ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

دلیل نمبر ۸ شیعوں کی چھٹی دلیل کہ حضرت علی کی اولاد امام ہیں۔

جواب حضرت ابوبکر صدیق خود بھی امام اور ان کی اولاد بھی امام ہے۔ چنانچہ
حضرت ابوبکر کے پوتے امام قاسم امام کہلاتے ہیں اور نقشبندی حضرات

کے شجرہ طریقت میں حضرت سلمان فارسی کے بعد ان ہی کا اسم گرامی آتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر تو ایسے امام ہیں کہ حضرت علی کے بھی امام ہیں اور ظاہر و باطن میں ان کے امام ہیں کہ ظاہر میں حضرت علی نے ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور باطن میں نماز جیسی عبادت روحانی انکے پیچھے ادا کی تھی اور حضرت ابوبکر باطن میں حضرت علی کے مُرشد بھی تھے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ اس وقت یہ بیعت ظاہری و باطنی دونوں طرح پر کی جاتی تھی اور رہا حضرت علی کی اولاد کا امام ہونا تو ان تمام حضرات ائمہ اہلبیت کے اسماء گرامی قرآن و حدیث میں تھوڑے ہی آئے ہیں بلکہ احادیث مبارکہ میں صرف بعض کے فضائل مروی ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے، یا کہ اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے۔ عزیزیکہ ان تمام مشہور بارہ اماموں کو بھی ارشادات نبویہ میں لفظ امام کے ساتھ تو یاد نہیں فرمایا گیا۔ تو اب اس سے حضرت علی کی حضرت ابوبکر پر فضیلت کیسے ثابت ہو جائے گی۔

دلیل نمبر ۱ شیعوں کی ساتویں دلیل کہ تمام ولی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں۔ یہ کہنا کہ تمام ولی حضرت علی سے ہیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ اپنی اپنی نسبت ہوتی ہے بلکہ جن حضرات اولیاء اللہ کی نسبت فیض حضرت علی کی طرف سے وہ حضرات بھی خلفائے ثلاثہ سے مستفید و مستفیض ہیں جیسا کہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی زیادہ تر نسبت نسب اور طریقت بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے لیکن آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے بھی مجھے روحانی طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں فیض پہنچایا ہے۔

اور اگر ولایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی خاص عہدہ اور مقام تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے ان کی جزوی فضیلت ثابت ہوئی نہ کہ کلی اور کلام تو کلی فضیلت میں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض جزوی فضیلتوں کے تو اہل سنت قائل ہیں۔ تو پھر یہ مسئلہ متنازعہ ہے۔، ہی نہیں دلیل ایسی پیش کرو کہ جس سے تمہارے عقیدے اور دعوے کے مطابق ان کی کلی فضیلت ثابت ہو۔

دلیل نمبر ۱ شیعوں کی آٹھویں دلیل کہ حضرت علی کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اس لیے حضرت علی کی فضیلت زیادہ ہے۔

جواب پہلے تو اس سے کوئی خاص برتری ثابت ہی نہیں ہوئی در نہ تم کیا کہو گے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش خانہ کعبہ میں کیوں نہ ہوئی اور کیا حضرت علی اس وصف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گئے ہیں اور اگر اس فضیلت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر یہ فضیلت ہوگی اور ہمارا کلام افضلیت میں ہے نفس فضیلت میں نہیں، اور افضلیت سے کیا مراد ہے یہی کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و جاہ والا ہونا اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور امام ابن حجر کی سمجھت میں کہ شیخین یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کثرتِ ثواب و نفع اسلام و مسلمین میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف ”المستند المعتمد“ میں فرماتے ہیں کہ ”افضلیت کثرتِ ثواب، قربِ خداوندی اور بارگاہِ ایزدی میں عزت سے عبارت ہے۔“

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نو اسی امامہ دختر زینب و عمر و بن العاص بھی تو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئی تھیں تو پھر یہ فضیلت اس کو بھی حاصل ہو گئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مخصوص فضیلت نہ رہی۔ اور اگر بالفرض ان کی مخصوص فضیلت ہو بھی جب بھی اہلسنت پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسے میں پھر ایک جزوی فضیلت ہوگی اور اس میں تو کلام ہی نہیں کیونکہ اہل سنت بعض جزوی فضیلتوں کے سہرا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے قائل ہیں، مگر مسئلہ متنازعہ افضلیت کلیہ ہے۔ جو کہ حضرت ابو بکر صدیق ہی کو حاصل ہے۔

تو یہ تھا شیعوں کے افضلیت علی کے مسئلہ میں بھی بعض دلائل کا جواب، اور اب

میں اہل سنت کی طرف سے افضلیت ابوبکر صدیق پر پانچویں دلیل پیش کرنے لگا ہوں۔ شیعوں کے اس مسئلہ میں بعض دوسرے دلائل کا جواب اسی کے ضمن میں آجائیگا۔

افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل سنت کی پانچویں دلیل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اکھڑوڑ تک نمازیں پڑھائیں اور امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ۔

یہ اس بات کی نہایت واضح دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر سب سے افضل، خلافت کے سب سے زیادہ حقدار، اور امامیت کے سب سے زیادہ لائق ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی۔

شیعوں کے افضلیت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مزید دلائل

اب شیعہ کے مسئلہ افضلیت علی میں یہ دلائل کہ۔

دلیل نمبر ۹ حضرت علی نے تیرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱ وہ اہل بیعت میں شامل ہیں۔

دلیل نمبر ۱۲ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں قرآن اور اہل بیعت کو چھوڑ کر جارہا ہوں اور

دلیل نمبر ۱۱ کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ہوا اور عرش سے برات آئی۔ وغیرہ بے سود ہیں کیونکہ اگر ان باتوں کی وجہ سے حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت ابوبکر وغیرہ پر افضلیت کلیہ حاصل ہو گئی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حین حیات یہ ارشاد نہ فرماتے کہ: ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمایا بلکہ خود حضرت ابوبکر کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں تو اب حضرت ابوبکر کی افضلیت کلیہ کا مسئلہ بالکل ثابت اور واضح ہو گیا اب اس میں کسی شک و شبہ کی مجال نہ رہی، ورنہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کا انکار اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے علم کی زیادتی کا دعویٰ کرنا لازم آتا ہے۔ معاذ اللہ۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت ابوبکر کی امامت کے لیے تخصیص فرمانا اور اس میں آنحضرتؐ کا مبالغہ فرمانا اہل سنت و جماعت کے لیے ایک واضح دلیل ہے، ان کی تقدیم خلافت پر جبکہ دوسرے حضرات کے علاوہ خود حضرت علی بھی اس موقع پر موجود تھے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق ہی کو مخصوص فرمایا اور آگے بڑھایا یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابوبکر سے کہا تھا کہ:

اللہ کے رسول نے جب آپ کو آگے کیا ہے تو اب دوسرا کون آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔

اور ایک روایت کتاب اسد الغابہ میں بروایت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ ۔

میں بھی وہاں پر حاضر تھا اور میں تندرست تھا بیمار بھی نہ تھا تو اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو مجھے امامت کرانے کا حکم دیتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امامت کرانے کا حکم دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مسئلہ میں ہم اسی شخص یعنی حضرت ابوبکر کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر راضی ہو گئے جس پر دین کے معاملے میں اللہ اور اس کا رسول راضی ہوئے تھے بلکہ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز بیان

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تفصیل کا عقیدہ یعنی حضرت علی کو حضرت ابوبکر صدیق سے افضل جاننے کا عقیدہ ایک ایفونی یعنی بیشمنی آدمی (بہیم کھانے والے) کی بُرائی سے زیادہ بُرا ہے یہ حق چار یار کی حقیقت

وعد اللہ الذین آمنوا منکم تہ الا یہ

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ

یہ آیت چاروں اماموں (خلفاء) کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ اب اس سے حق چار یار کے الفاظ کا صحیح ہونا ثابت ہوا۔

امام قرطبی اسی آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخاک فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی کی خلافت کو شامل ہے اور قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے

۱۔ ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۶۷۹ ۔ ۲۔ ملفوظات العلی حضرت بریلوی ص ۴۲
حقتہ چہارم ۔ ۳۔ پارہ ۱۸ سورۃ نور رکوع ۷ ۔

ہیں کہ یہ آیت مذکورہ بالا چار خلیفوں کی امامت (خلافت) پر دلالت کرتی ہے۔
 دیکھئے اس آیت کے تحت سب نے چار یاروں کا خصوصی ذکر فرمایا ہے۔
 جب ہی تو ہم کہا کرتے ہیں۔ حق چار یار، حق چار یار، حق چار یار۔ ان چاروں کی بڑی ہے
 بہار۔ ان کے دشمن پر خدا کی مار۔ ان کے دوستوں کا بیڑا پار۔
 جن کا ذکر کمانچ رہا ہے چار سولیل دنہار وہ ابو بکر و عمر عثمان و حیدر چار یار
اعتراف اب بعض فسادی ”حق چار یار“ پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے یار یعنی صحابہ صرف چار ہی تو نہیں تھے پھر ”حق سب یار“
 کہا کر ”حق چار یار“ کیوں کہا کرتے ہو۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ پنجتن پاک کیوں کہا کرتے ہیں کیا
 صرف یہ پنج تن پاک تھے اور معاذ اللہ باقی پلید، نہیں ایسا نہیں، لیکن بات
 دراصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی کی تخصیص کسی خاص اہمیت کے پیش نظر ہوا کرتی ہے
 تو ”حق چار یار“ اور پنجتن پاک کی تخصیص اسی خاص اہمیت کے پیش نظر کی جاتی ہے۔
 ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یاروں کی تعداد بھی چار سے زیادہ تھی اور وہ سبھی اور
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارواح مطہرات پاک بیویاں سبھی پاک تھے کہ آیت تطہیر
 اصل میں اُتری ہی پاک بیویوں کے حق میں تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک کے سیاق و سباق
 (آگے پیچھے کے الفاظ) سے مفہوم ہوتا ہے۔

اعتراف نمبر ۲ حضرت ابو بکر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرِ محفے اور سرِ کوہِ
 کہنا تو بے ادبی ہے۔

جواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لیے
 ایک خیل (یار) ہوتا تھا اور سنو و آگاہ رہو کہ میرا خیل یعنی یار

ابوبکر ہے بلکہ

اب بولو یہاں پر کیا کہو گے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کہتے ہیں

۴ چار یار اس کے ہیں چاروں خاص حق ساری اُمت پہ وہ رکھتے ہیں سبق
ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی ۵

حضرت میاں محمد رضا اپنی کتاب ”سیف الملوک“ میں فرماتے ہیں۔

۴ پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے حق جہناندے ثانی اشین ازہانی بخار
بارود جافار دق عمر سی عدل کیتا جس جگر کے اس شیطان رحم رُلیا پنجے اندر پھڑکے
شب بیدار غنی سی تر یجا جامع جو قرآنی عثمان ذوالنورین پیارا مہتر یوسف ثانی
چو متیایا پیارا بھائی خاصہ دل دا جانی دُل دل دا اسوار علی ہے حیدر شیر حقانی

شاہی سکوں پر چار یار سنی سلاطین اسلام کو عقیدہ خلافت راشدہ اور کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تحفظ کا اتنا دینی احساس تھا کہ انہوں نے

اپنے شاہی سکوں کے درمیان کلمہ طیبہ اور ارد گرد ابوبکر، عمر، عثمان، علی چار خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے تھے۔ چنانچہ حلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سکہ بھی اسی طرح کا تھا۔ ۵

علاوہ ازیں شاہجہان بادشاہ کے سکے پر کلمہ طیبہ اور چار یار کے نام کندہ تھے، اور

۱۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۵۲۵ و موائع محرقہ ص ۱ و تفسیر بخاری جلد ۲

۲۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۱۴) ۳۔ (کیلیات امدادیہ -

۴۔ آئین اکبری جلد اول ص ۱۰۰ -

شیر شاہ سوری کے سکتے پر بھی کلمہ طیبہ اور چار یاروں کے نام کندہ تھے۔
 اور اہلسنت کی مساجد میں یہ شعر لکھنے کا رواج قدیم سے چلا آ رہا ہے
 چراغ مسجد و محراب و منبر ابو بکر عشر و عثمان و حیدر
حدیث پاک کا مضمون حضرت حابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ أَصْحَابَهُ عَلَىٰ جَمِيعِ الْعَالَمِينَ ۝
ترجمہ :- بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کے بعد میرے صحابہ کو تمام جہان
 والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور ان سے میرے لیے چار کو منتخب کیا گیا ہے، ابو بکر
 عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر میرے صحابہ میں ان چاروں کو افضل قرار دیا ہے۔
 اور میرے سب صحابہ فضیلت مآب اور اصحاب خیر ہیں۔
 اب اس حدیث میں چار یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر خیر خصوصیت سے
 فرمایا گیا ہے، اور دیگر حدیثوں میں خصوصی طور پر ان صحابہ کرام کو قطعی جنتی قرار دیا گیا ہے۔
 جنگِ عسکر و تبوک کہتے ہیں۔

دیکھئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
 اللَّهُ أَكْبَرُ ۝ أَصْحَابِي اللَّهُ ۝ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غُرَضًا مِنْ
 بَعْدِي ۝ فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَبِحُبِّي أَحْبَبَهُمْ ۝

ترجمہ :- پوری حدیث پاک کا ترجمہ یہ ہے۔
 میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے
 ڈرو، انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنالینا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری
 محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کے

باعث ایسا کرتا ہے جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے (عذاب میں) پکڑ لیا جاتا ہے بلکہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں

اصول کافی جو فرقہ شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔
ترجمہ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن (پیٹ) سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب اور اُمّ کلثوم،
بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام،
فرقہ شیعہ کی دوسری کتاب ”حیۃ القلوب“ میں علامہ باقر مجلسی رقمطراز ہیں،

ترجمہ :- قُرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، اُمّ کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
کُتب شیعہ کی ان روشن تصریحات کے باوجود جو لوگ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں۔ خاندانِ نبوت سے ان کی بے مہری اور بے مروتی محتاجِ بیان نہیں۔

حضرات شیعہ نے حال ہی میں اہل سنت پر متعدد سوالات کیے ہیں جن کے جوابات ہم نے بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور کی

فرمائش پر لکھے ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ اب ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی شیعہ حضرات سے کچھ سوالات کر کے دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

شیعوں سے اہل سنت کے کچھ سوالات

سوال نمبر ۱ حضرت ابو بکر صدیقؓ مولیٰ علی کے امام ہیں جن کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ اس پر کتب شیعہ گواہ ہیں حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

ع ۱ :- احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۶۰۔

ع ۲ :- حق الیقین مطبوعہ تہران ص ۲۲۱۔

ع ۳ :- ضمیمہ ترجمہ مقبول مطبوعہ لاہور، ص ۴۴۵۔

ع ۴ :- جلد العیون مطبوعہ تہران، ص ۱۵۰۔

سوال نمبر ۲ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول ہیں جن کے مبارک ہاتھوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ کتب شیعہ کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

ع ۱ :- احتجاج طبرسی ص ۵۴۔

ع ۲ :- حق الیقین ص ۱۹۱۔

ع ۳ :- سنج البلاغہ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸۶۔

ع ۴ :- کتاب الرد ص ۱۵۰۔

ع ۵ :- فروع کافی جلد سوم ص ۲۳۹، ایضاً ص ۲۲۱۔

ع ۶ :- تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۰۔

ع ۷ :- جلاء العیون اردو ص ۱۵۴۔

سوال نمبر ۳ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ ”میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔“

سوال نمبر ۴ حضرت ابو بکر سے حضرت علی کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس نام پر علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابو بکر رکھا۔ جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کئی بے دنیوں کو جہنمِ داخل کرتا ہوا شہید ہوا۔ ملاحظہ ہو کتبِ شیعہ کی گواہی۔

۱۔ جلاء العیون ص ۴۱۴۔

۲۔ روضۃ الشہداء ص ۲۶۲، ایضاً ۲۱۹۔

اب شیعہ حضرات بتلائیں کہ وہ ان اپنی کتابوں کی گواہی کے بارے میں

کیا کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۵ غوثِ زمانہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنی تصنیف لطیف ”تقصیہ مابین سنی و شیعہ“ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں

حضرت ابو حفص نے فرمایا کہ ”بعد از پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی شخص ابو بکر سے افضل نہیں۔“

اب شیعہ حضرات بتلائیں کہ وہ پیر صاحب کی اس تحریر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۶ موجودہ قرآن شریف کے بارے میں شیعہ حضرات کیا کہتے ہیں سو اگر اس

کو صحیح قرآنِ پاک تسلیم کرتے ہیں تو ان سے سوال یہ کیا جائے گا کہ یہ تو

مصحفِ عثمانی ہے جس کے جامع حضرت عثمان غنی دامادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و خلیفہ سوئم ہیں تو کیا شیعہ ان کو مومن اور خلیفہ برحق مانتے ہیں سو اگر مانتے ہوں

تو پھر شیعہ مذہب باطل ہو گیا اور اگر یہ نہ مانیں جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے تو پھر ان سے سوال یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کے جمع کردہ قرآن پر کیسے یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس نے اس میں کمی و بیشی نہیں کی ہوگی جو کہ بقول تمہارے مومن ہی نہیں اور (معاذ اللہ) بقول تمہارے ظالم و غاصب ہے، اور اگر شیعہ اس قرآن کو کتاب الہی نہیں مانتے جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب اصول کافی ایرانی کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے فرمایا کہ ہمارا قرآن شتر گز کا ہے، تو پھر ان سے سوال یہ ہے کہ تمہارا وہ قرآن کہاں ہے اور اگر تمہارے عقیدے کے مطابق وہ غار میں امام کے پاس ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ تم لوگ قرآن کے بغیر کیسے اسلامی زندگی گزار سکتے ہو جبکہ اللہ کی آخری کتاب ہی بقول تمہارے تمہارے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ جواب دوم۔

سوال نمبر ۱ یہ نئی ایجاد کردہ مسلمانوں سے مختلف اذان جو تم پڑھا کرتے ہو اسکو اپنی کتابوں کے حوالے سے اپنے امام اول حضرت علی مرتضیٰ، امام دوم امام حسن، امام سوم امام حسین، امام چہارم امام زین العابدین امام پنجم امام باقر، امام ششم امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی نسبت سے تم لوگ جعفری کہلاتے ہو ان ائمہ حضرات میں سے کسی بھی امام سے یہ ثابت کرو کہ انہوں نے اس قسم کی اذان پڑھوائی یا اس کی تعلیم فرمائی تھی۔

سوال نمبر ۲ تمہارے خیال کے مطابق ماتم کرنا بہت بڑی نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ اب بتاؤ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماتم کیوں نہیں کرتے ہو کیا حضور کو (معاذ اللہ) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کم سمجھتے ہو، محرم کے عشرہ میں تو تم نکاح کے صرف ایجاب قبول کو بھی جائز نہیں سمجھتے ہو جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال والے دن تم لوگ ڈھول بجانے کو بھی برا نہیں خیال کرتے ہو۔ اور اگر نبی زندہ ہیں اس لیے ان کا ماتم نہیں کرتے ہو تو پھر شہید بھی بموجب ارشاد قرآن یقیناً زندہ ہیں پھر ان کا ماتم کیوں کرتے ہو۔ اس ضمن میں یہ سوال بھی ہے کہ تمہارے امام خمینی نے ۱۹۸۴ء میں یہ اعلان کیا تھا جو کہ ایران کے علاوہ پاکستان کے اخبارات

جرائد و رسائل میں بھی شائع ہوا کہ یہ تعزیہ کی رسم باطل فضول اور اسراف ہے۔ اس کو بند کر دو کیونکہ اسراف گناہ ہے، اور یہ رسم کسی امام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق نہیں ہے اب تم لوگ بتاؤ کہ خینی صاحب تعزیہ کی رسم کا انکار کر کے شیعہ نہیں رہے یا کہ تم لوگ تعزیہ کی رسم اپنا کر بقول خینی گناہ گار ٹھہرے۔ ہاں بولو اور جواب ضرور دو۔

سوال نمبر ۷ شیعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دن کیوں نہیں مناتے جبکہ وہ بھی انکے (شیعہ) نزدیک امام معصوم ہیں اور امام حسین نے انکے ہاتھ پر بیعت

کی تھی۔

سوال نمبر ۸ حضرت شہر بانو جو کہ امام زین العابدین اور حضرت علی اکبر شہید کی والدہ تھیں انکو حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں انکے حکم کے تحت جہاد

ایران کے دوران گرفتار کر کے لونڈی بنا کر لایا گیا تھا جن کا عقد نکاح حضرت عمر نے حضرت علی کی موجودگی میں امام حسین سے کر دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے حضرت عمر خلیفہ برحق ہی نہیں تھے تو پھر ان کے حکم کے تحت جہاد کیا؟ اور اگر وہ جہاد ہی صحیح نہیں تھا تو پھر حضرت شہر بانو کو لونڈی بنانا، اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق کا امام حسین سے ان کا عقد نکاح کرنا اسلامی حکم نظر سے کیا معنی رکھتا ہے؟ جواب دو، تو یا حضرت عمر کی خلافت کو صحیح مانو یا پھر اس نکاح کو معاذ اللہ غلط۔ مذکورہ واقعہ کے لیے شیعہ مذہب کی کتاب "اصول کافی بر حاشیہ مرآت العقول" کا ص ۳۹۵ دیکھئے!

والحمد للہ رب العلمین

تمتے بالخیر